قیمت سالانہ تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۰۸

حقیقی نور وہ ہے جو دنیا میں آکر ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نور افشاں

ہمایوں نور افشاں ۱۹۲۹ء ہے ضیا پاش

ایڈیٹر
پادری ایس - ایم - پال
۲۸ نکلسن روڈ
لاہور
ہر قسم کے مضامین اور خبریں وغیرہ صرف ایڈیٹر کے نام ارسال کرنا چاہئے

مینیجر
پادری ایچ - اے - ڈی - وا علی صاحب ایس - ٹی - ایم
ایمپریس روڈ - لاہور
ہر قسم کی خط و کتابت در بارہ تبدیلی مقام و اشتہارات و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ارسال ہونا چاہئے

جلد ۵۷ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۲۵ جنوری ۱۹۲۹ء | نمبر ۴

شعر و سخن

مسدس منت

از نتیجۂ فکر جناب منشی کیدار ناتھ صاحب منت

گذشتہ سے پیوستہ

کل تک تو تھے برہنہ تن اشجار کے تنے
پتے نہ تھے پتے کو بھی ان شاخوں میں لگے
سب جھڑ جھڑا کے جھونکے سے پچھوا کے جھڑ گئے
ننگے کھڑے تھے اکھٹے سے معلوم ہوتے تھے
بادِ خزاں کا چار طرف دور دورہ تھا
الی میں پھول تھے نہ کوئی آم بور اتھا

بیزار تھیں یہ دیکھ کے گلزار کی طرح
آنکھوں میں گل کھٹکنے لگے خار کی طرح
سرو چمن میں بنا دار کی طرح
سبزہ دکھائی دیتا تھا اغیار کی طرح
سب کچھ اجڑ گیا گلِ رضواں کے لٹتے ہی
منہ پر چھٹی ہوائی مسیحا کے چھٹتے ہی

برسوں کی کون کہتا ہے پرسوں کی ہے یہ بات
تھی دن کے دوپہر کو زمانہ میں آدھی رات
سورج نے پھینک ماری عطارد نے یا دوات
کون دیکھاں ڈر دنے بیباک تھی کائنات
قرصِ سپید مہر سیاہی میں چھپ گیا
یونس دہانِ ماہی میں چھپ گیا

نکھری ہے پھر عروسِ چمن خندہ برجبیں
ہے جنت شاخ سبز پری سے ہری کہیں
چلنے لگی نسیمِ سحر گل کے ہمقریں
دو گدگدی کہ ہنس پڑے گلہائے نازنین
برگ و گل و ثمر سے شجر ہو گئے نہال
گل کیا شجر بے برگ ہو گئے نہال

اب گلشن جہاں سے خزاں کا اٹھا عمل
شہزادیِ بہار کا اب ہے وہاں عمل
زیر قدم بچھائے ہیں برگِ گل کنول
آ اے عروس ایسٹر اب ناز سے تو چل
اپنے لبوں سے میں ترے تلووں کو چوم لوں
تیری بلائیں لے کے ترے گرد گھوم لوں

جیتے جی گڈ فرائیڈے میں ہم جو مر گئے
مصلوب میں خبیبہ بنے اور اتر گئے
دنیا کے لوگ سمجھے جہاں سے گذر گئے
کچھ اور ہی تھا جبکہ ادھر سے ادھر گئے
ماضی کے ماننے کا مزا آیا حال میں
جب ایسٹر نے رنگ جمایا جمال میں

مردانہ موت تھی تو اجل نے بھی ہو کے خم
بیٹے تو ہاتھوں ہاتھ لیا پھر چھوئے قدم
مجبور کرم کیا مرے گھر آئے ویل کم
پھر جائیں کیوں سیج میں ڈرتے ہیں اس سے ہم
دنیا کا میل اپنی سے جدائی میں روگ ہے
اس سے جدا ہوں پھر نہ کوئی روگ سوگ ہے

کنواری کے بطن پاک سے جب آئے میسیتر
یک تار پیرہن بھی نہ تھا پائے تا بسر
اب کنواری صبر سے جو ہوئے آپ جلوہ گر
رومال سر کا اور کفن دونوں چھوڑ کر
ذلت نہ تھی تو دل میں بھی کیا جلال تھا
تب بھی جلال اب تو سراپا جلال ہیں

نور افشان

۲۵ جنوری ۱۹۲۹ء لاہور

مولوی ثناء اللہ صاحب کی قرآن فہمی وحدیث دانی

(۴)

چل میرے خامہ بسم اللہ

ثنایا آپ کی تفسیر کے بموجب اللہ میاں کو یہ منظور ہے کہ بدکرداروں کو جنت کی ہوا تک نہ لگنی پائے۔ خواہ نیک کردار کو دوزخ کے پاس سے گذرنا پڑے اُسکی بلا سے۔ یہ آپنے خوب کہا کہ "پھر وہ اپنے اعمال کے موافق جہنم سے دور ہٹتے جائینگے" "اعمال" کا یہاں کیا دخل ہے۔ کیا آپ اسقدر جلد بُھول گئے کہ "اعمال ہرگز موجب نجات نہیں"۔ جب "اعمال ہرگز موجب نجات نہیں" ہیں تو "پھر وہ اپنے اعمال کے موافق کس طرح جہنم سے ہٹتے جا سکینگے؟ حالانکہ یہ جملہ کہ پھر وہ اپنے اعمال کے موافق جہنم سے دور ہٹتے جائینگے" آیت زیر بحث کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک وہابی کے فرسودہ دماغ کا اختراع ہے جو بزعم خود اللہ میاں کی اصلاح کر رہا ہے۔ مولوی صاحب آپ کا مقابلہ اس شخص سے پڑا ہے جو آپ کی آخری عمر تک آپ کو قرآن پڑھا سکتا ہے۔ یہ صرف تعلّی کے طور پر نہیں کہتا بلکہ میں اسکو بارہا ثابت بھی کر چکا ہوں۔ اس لئے اس قسم کے من مانی ترجموں سے آپ کامیاب نہیں ہو سکتے اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو میں اسکی صورت آپ کو بتلاتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آخر تو آپ اہلحدیث ہیں۔ جہاں حدیثوں سے سو سے سوا آیتوں کو منسوخ مانتے ہیں وہاں اس آیت کو بھی انہیں اضافہ کر کے اسکو بھی منسوخ کہدیں یعنی یہ کہ اللہ نے اپنے قول سے رجوع کیا ہے۔ اور اپنا پیچھا چھوڑا لیجئے ۔

آپ نے یہ بھی غلط لکھا کہ "جسکی بابت حدیثوں میں اوپر کا لفظ آیا ہے نہ کہ اندر" میں نے آیت زیر بحث کی تفسیر کے لئے اپنے رسالہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں یہی لفظ **ورود** بمعنائے دخول وارد ہوا ہے جس کے جواب میں آپ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں لیکن بنتا کچھ نہیں۔ ہاں ایک جملہ کے ضمن میں آپ نے یہ لکھا کہ "قرآن مجید اور حدیث شریف کی تشریح تو ہم نے بشہادت قرآن آپ کو بتادی" ہم نے بھی آپ کی اس تشریح کی وہ تشریح کی جسکی دھجیاں قیامت تک آپ کی آنکھوں کے سامنے اُڑتی پھرینگی۔

ناظرین! جس حدیث کو ہم نے بطور تفسیر نقل کیا ہو اُس میں ایک ایسا لفظ وارد ہے جو مولوی صاحب کی تمام اُمیدوں پر پانی پھیر رہا ہے۔ وہ لفظ "یصدرون" ہے۔ جسکے معنے نکلنے کے ہیں۔ اور لفظ "ورود" کا ضد ہے چنانچہ المصباح المنیر میں جو نہایت معتبر لغت کی کتاب ہے لکھا ہے کہ فالورود خلاف الصدور والایراد خلاف الاصدار (فصل الواد مع الراء) یعنے ورود و صدور۔ اور ایراد و اصدار ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ پس حدیث زیر بحث میں چونکہ **صدور** کے معنے نکلنے کے ہیں۔ لہذا **ورود** کے معنے داخل ہونے کے ہیں۔ آپ تو نرے وہابی ہیں جن کے نزدیک بجز قرآن وحدیث کے باقی علوم کا پڑھنا بدعت ہو آپ کے ٹھوکر پر ٹھوکر کھانے کا یہی سبب ہے۔ ورنہ اگر آپ کم از کم لغات کی طرف رجوع کرتے تو آپ کو اسقدر خجالت نصیب نہ ہوتی۔ صرف یہی نہیں بلکہ حدیث مذکور میں ہر ایک نکلنے والے کی کیفیت بتلائی گئی ہے کہ بعض تو بجلی کی چمک کی طرح اور بعض گھوڑے کی دوڑ کی طرح اور بعض سوار کی طرح اور بعض انسان کی دوڑ کی طرح اور بعض پیادہ چلنے کی طرح دوزخ سے نکلینگے۔ پس اگر ورود کے معنے یہاں پاس سے گذرنے کے ہوتے تو نکلنے اور پھر اسطور پر نکلنے کے کیا معنے؟

خیر ان تمام باتوں کو جانے دیجئے۔ اگر ہم آپ کو ایک سے زیادہ حدیثیں ایسی بتلا دیں جن میں صاف طور پر ورود کے معنے دخول کے ہوں تب تو ہمیں یقین کر لینا چاہئے کہ آپ فی الفور اسلام کو چھوڑ کر مسیحیت کے دائرہ میں داخل ہونگے۔ اخیر میں حدیث ذیل کو غور سے پڑھیں۔

احادیث کی شہادت کہ وارد کے معنے داخل کے ہیں	(۱) ان عبد اللہ بن رواحۃ قال اخبر اللہ

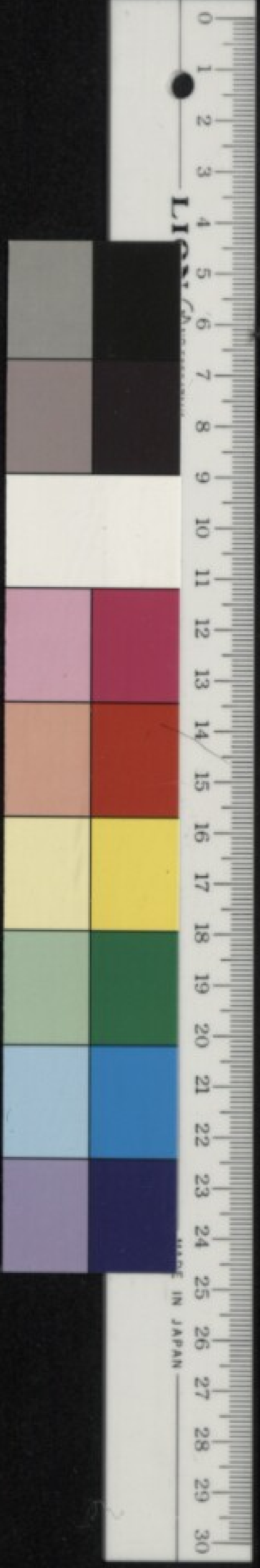
عن **الورود** ولم یخبر بالصدور فقال نبیہ السلام یا ابن رواحۃ اقرأ ما بعدھا ثم ننجی الذین اتقوا (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۵۵ مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔ عبد اللہ بن رواحہ نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ خدا نے دوزخ میں داخل ہونے کی خبر تو دی لیکن اس سے **نکلنے** کی خبر نہ دی۔ آنحضرت نے کہا کہ اے رواحہ کے بیٹے اس کے بعد کا جملہ پڑھو کہ ثم ننجی الذین اتقوا

(۲) اُم مبشر لا یدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرۃ احد الذین بایعوا تحتھا فقالت حفصۃ بلیٰ یا رسول اللہ فانتھرھا فقالت حفصۃ وان منکم الا واردھا فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقد قال اللہ تعالیٰ ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیھا جثیا (مشارق الانوار حدیث ۶۹۹)

ترجمہ۔ کتاب مسلم میں ام مبشر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا تو نہ ہوگا داخل دوزخ میں درخت والے اصحاب سے کوئی۔ جنہوں نے اسکے نیچے بیعت کی تو حضرت حفصہ نے کہا کیوں نہ داخل ہونگے یا رسول اللہ سو حضرت نے اُن کو جھڑکا۔ پھر حضرت حفصہ نے کہا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ "تم میں سے ہر ایک دوزخ میں داخل ہوگا" آنحضرت نے فرمایا کہ خدا اسکے آگے فرماتا ہے کہ "پھر ہم بچائینگے پرہیزگار۔ اور بدکرداروں کو گھٹنوں کے بل اس میں پڑے رہنے دینگے"۔

کہو مولوی صاحب! اب بھی کچھ عذر باقی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ آپ صرف نام کے اہلحدیث ہیں۔ آپ کو احادیث پر عبور حاصل نہیں۔ ورنہ کبھی یہ تعلّی نہ کرتے کہ "جس کی بابت حدیثوں میں اوپر کا لفظ آیا ہے نہ کہ اندر"۔ اگر آپ یہ نامعقول عذر کریں جیسی آپ کی عادت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت حفصہ نے ورود کے معنے دخول کے کئے ہیں۔ نہ کہ آنحضرت نے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ



اگر حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت حفصہ نے ورود
کے معنے غلط بتلائے تو آنحضرت پر فرض تھا کہ ان کو بتلاتے
کہ تم نے غلط معنے کئے ہیں۔ اس کے معنے دخول کے نہیں
ہیں بلکہ پاس سے گذرنے کے ہیں۔ لیکن آنحضرت کا خاموش
رہنا صاف بتلا رہا ہے کہ آیت زیر بحث میں واردہا کے
معنے داخل ہونے کے ہیں نہ کچھ اور۔ لیجئے ہم آپ کو ایک اور
حدیث ایسی بتلا دیتے ہیں جس میں خود آنحضرت نے ورود
کے معنے دخول کے بتلائے ہیں

وعن جابر انہ سئل عن ھذہ الآیۃ فقال سمعت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول الورود الدخول
لا یبقی بر ولا فاجر الا دخلہا فتکون علی المؤمنین
بردا وسلاما حتی ان للناس ضجیجا من بردھا
(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۵۵۶ مطبوعہ مصر)

ترجمہ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ کسی نے اس
(آیت زیر بحث) کے متعلق ان سے سوال کیا تو
حضرت جابر نے کہا کہ میں نے آنحضرت کو یہ کہتے ہوئے
سنا ہے کہ ورود کے معنے دخول کے ہیں اور کوئی ایسا
نیک اور بد کردار شخص باقی نہ رہیگا۔ جو دوزخ میں داخل نہ
ہو۔ لیکن نیک کے واسطوں پر وہ ٹھنڈا اور بے ضرر ہوجائیگا یہاں
تک کہ اس کی سردی سے لوگ چلا اٹھینگے۔

لو اب تو فیصلہ ہوگیا کہ آیت زیر بحث میں وارد کے معنے
داخل کے ہیں۔ اب آپ ہی انصاف سے کہیں کہ آپ کے
ہی منقولہ شعر کا کہ ؎

گدایاں را ازیں معنے خبر نیست
کہ سلطان جہاں با ماست امروز۔

مصداق کون ہے۔ ہم یا آپ؟

پس ثابت ہوگیا کہ آیت زیر بحث میں وارد کے معنے
داخل کے ہیں کیونکہ خود قرآن شریف کی شہادت۔
لغت عرب کی شہادت۔ اور احادیث کی شہادت ہمارے
حق میں ہے نہ کہ آپ کے حق میں۔

مرزا صاحب! میں پھر کہتا ہوں کہ آپ بیچارے کیا اگر تمام دنیا
کے مسلمان اکٹھے ہوں اور آپ جیسے کروڑوں نیز قادیان کی مدد
میں ہوں تب بھی وہ اسلام میں نجات ثابت نہیں کر سکینگے۔

لمعات

پیغام صلح کو دوستانہ صلاح

ہم اپنے معاصر پیغام صلح کے ایڈیٹر صاحب کو یہ دوستانہ
صلاح دیتے ہیں کہ پہلے آپ اپنے گھر یعنی خرزاد خلیفۂ
ثانی سے نبٹ لیں جو بڑی آن بان کے ساتھ خود دجال ہونے پر
مصر ہو کر یہ اعلان کر رہا ہے کہ بجز معدودے چند قادیانیوں
کے باقی تمام دنیا کے مسلمان کافر ہیں۔ تب مسیحیت پر جسقدر
جی چاہے خامہ فرسائی فرمائیں۔ نور افشاں ہمیشہ آپ کی
مدارات کے لئے حاضر رہیگا۔

آپ مسیحی معتقدات سے عیسائی دنیا کی بیزاری
کے نیچے لکھتے ہیں کہ:-

"ڈاکٹر ڈبلیو داش جو کہ فری ریلیجس موومنٹ
(آزاد مذہبی تحریک) کے قائد اعظم ہیں۔ انہوں نے
حال ہی میں لندن سے بال لنڈن (ویسٹ)
میں ایک لیکچر کے دوران میں جن کھلے الفاظ کے
اندر عیسائیت کے اصول اساسی پر تیر چلایا ہے
اس پر عیسائی دنیا جسقدر ماتم کرے بجا ہے
چنانچہ جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا اقتباس ہم
ہدیہ ناظرین کرام کرتے ہیں۔

(۱) گو پرانا عقیدہ یہ ہو لیکن زمانہ حاضرہ اس
امر کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کنواری کے بطن سے پیدا ہوئے

(۲) گو پرانا عقیدہ نہ ہو لیکن زمانہ حاضرہ اس
امر کا انکار کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرکر
پھر جی اٹھے اور پھر آسمان پر چڑھ گئے۔

(۳) گو پرانا عقیدہ تسلیم کرتا ہے لیکن زمانہ حاضرہ
اسکو مان نہیں سکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
قادر مطلق اور سب جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

(۴) گو پرانے عقیدہ کی رو سے مانا جائے لیکن
زمانہ حاضرہ نہیں مانتا کہ بائبل غلطیوں سے پاک ہو

(۵) گو قدیم عقیدہ کے نزدیک یہ درست ہو لیکن
زمانہ حاضرہ کے نزدیک یہ درست نہیں کہ صلیب
پر چڑھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفارہ ہوگئے۔
(پیغام صلح ۸ جنوری ۱۹۲۹ء)

ڈاکٹر داش جیسا ہستی اور دور از مسیحیت شخص اگر عیسائی دنیا
کو ماتم کرنیکا متعلق ضرورت نہیں ہے۔ بجز کہ عیسائی دنیا میں
داش صاحب کی آواز کوئی نئی آواز نہیں ہے بلکہ یہ ان
ہستیوں کی صدائے بازگشت ہے۔ جو گذشتہ صدیوں
میں پیدا ہو کر اپنے عقائد باطلہ کے ساتھ مٹ گئے اور
مسیحیت پر ان کا خاک بھی اثر نہ ہوا۔ بلکہ مسیحیت دن دگنی
اور رات چوگنی بڑھتی گئی۔ اور خدا کے فضل سے آج کوئی جگہ
ایسی نہیں ہے جہاں مسیحیت کا اثر نہ ہو۔ مسٹر داش بھی مٹ
جائیگا اور ان کے ہم نوا اور ہوا خواہ بھی مٹ جائینگے لیکن
مسیحیت روز افزوں ترقی کرتا جائیگا۔

آپ لکھتے ہیں کہ حدیث نبوی میں آیا ہے کہ دجال
نمک کی طرح خود بخود پگھل جائیگا۔ ہر چیز اس پر صاد کرتے
ہیں کہ در حقیقت ایک نہیں بلکہ تیس دجال نکلینگے۔ اور نمک
کی طرح پگھل جائینگے چنانچہ ان میں سے ہر ایک امر اور مرگیا
مگر آخری دجال تو اس طرح پگھل گیا کہ اس کا گدھا بھی
اس امر کی گواہی دینے اور حدیث نبوی کی تصدیق کرنے
اسکی زیارت کو جا پہنچا۔ یہ آخری دجال کون تھا ہم ناظرین
کو ایک مسلمان کی زبانی اسکا نام بتلا دیتے ہیں۔ اور مسلمان
بھی ایسے جو بے تعصب اور نہ مباحث نہ مناظر بلکہ نہایت
سیدھے سادے مسلمان ہیں۔ آپ تلخیص الصحاح کے ترجمہ
میں فرماتے ہیں کہ

اس زمانہ میں ایک شخص غلام احمد نامی قوم
مغل سے کادیاں ضلع گورداسپور پنجاب میں
پیدا ہوا ہے۔ وہ دعوے کرتا ہے کہ عیسیٰ بن
مریم اور مہدی میں ہوں اور پیغمبری کا دعویٰ بھی
کرتا ہے اور ایسے ایسے کفر بکتا ہے کہ اگر اس
سے زمین اور آسمان پھٹ جائیں تو کچھ عجب
نہیں اور بعضے ملحد اور دہ ۔ کا ایمان نہ رہ

اسکے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اور حقیقت میں وہ ایک بڑا جھوٹا کذاب اور دجال ہے۔ آدم علیہ السلام سے آجتک اس درجے کا کوئی کافر نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ ایمان داروں کو لازم ہے کہ اس شیطان ملعون سے اپنا ایمان بچائیں اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ چاہئیں (تحقیق الصحاح جلد پنجم صفحہ ۹۶) آپ نے عیسائیوں کا ماتم تو سن لیا۔ انشاءاللہ آئندہ نمبر میں اسلام پر مرثیہ خوانی بھی سن لینگے ❖

ریلیجیس ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الہ آباد کی طرف سے ایک کتاب بغرض ریویو ہمارے پاس پہنچی ہے۔ جسکا نام "بائبل کے تدریجی سبقوں کی سازیں کتاب" ہے جسکے مصنف پادری اے۔ سی کلیٹن صاحب ہیں۔ اصل کتاب غالباً انگریزی میں ہے۔ اور یہ اسکا اُردو ترجمہ ہے اور فارسی رسم الخط میں ہے۔ کتاب مضامین اور مضامین کی تقسیم کے اعتبار سے ایک اعلےٰ پایہ کی کتاب ہے۔ ہر ایک مسیحی کے پاس اس کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن اسکی اُردو بالکل اُن عیسائیوں کی اُردو ہے جو اُردو زبان میں گفتگو کرنے کو اپنی بےعزتی سمجھتے ہیں۔ طباعت اور کاغذ اچھے ہیں قیمت ایک روپیہ دو آنے۔ پتہ بالا سے مل سکتی ہے۔

خاص مضامین

کُتب عہد جدید کی صحت
پر
ایک محققانہ نظر
(۷)

اس زمانہ میں یعنی پہلی تین صدیوں میں عہد جدید کی کتب نہ صرف تمام رومی سلطنت میں پھیل گئیں بلکہ جہاں جہاں مسیحی مبلغین جاسکے۔ وہاں اپنے ساتھ ان کتب مقدسہ کو لے گئے۔ بعض ممالک میں مسیحیت کی اشاعت کو جرم تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ ایسی جگہوں میں بہترین کاتبوں نے نہایت اعلےٰ نسخے نقل کر کے دیار و امصار میں پہنچا دیئے۔ لیکن جن ممالک میں مسیحیت کی اشاعت جرم اور غداری تصور کی جاتی تھی۔ وہاں نسخے عموماً تلف کر دیئے جاتے تھے۔ لیکن بہتیرے نسخے ضائع ہونے سے بچ گئے۔ ممکن ہے کہ مصر کی سرزمین سے ہمیں آئندہ زمانہ میں تمام کتب عہد جدید کے نسخے ہاتھ لگ جائیں اس وقت دور حاضرہ میں ہمارے پاس ان پہلی تین صدیوں کے چودہ نسخے موجود ہیں۔ جو مختلف کتب عہد جدید کے مختلف حصص ہیں ❖

دوسرا زمانہ جلی حروف کا زمانہ (از ۳۰۰ء تا ۱۴۵۰ء)

یہ زمانہ انجیل جلیل کی کتب کے نسخوں کے لئے چند وجوہ سے نہایت اہم زمانہ ہے۔

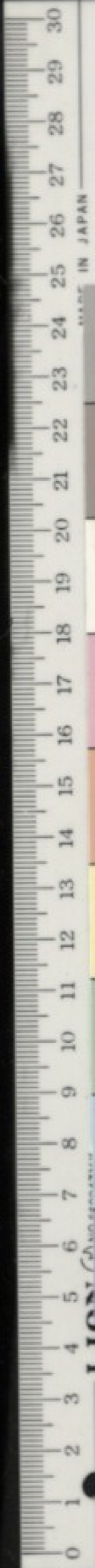
اوّل۔ اس زمانہ میں عیسائیت کو امن ملا۔ اور رومی سلطنت کا شاہی مذہب قرار دیا گیا جسکی وجہ سے انجیل جلیل کے نسخے بکثرت نقل ہوئے۔ اور شاہی مذہب ہونے کی وجہ سے بہترین کاتبوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ جنہوں نے نہایت حزم اور احتیاط سے عہد جدید کی کتب کی نقل کی۔

دوم۔ پیپرا یا حفا کی بجائے چرم لکھنے کے لئے استعمال کیا گیا اور ممکن ہو گیا کہ تمام مسیحی کتب مقدسہ ایک ہی جلد میں مجلد ہو سکیں۔ چوتھی صدی مسیحی کی یہ خصوصیت ہے کہ عہد جدید کی تمام کتب کا اور یونانی زبان میں تمام کتب سماوی یعنی عہد عتیق اور عہد جدید کی کتب کا ایک ہی جلد میں جمع ہونا ممکن ہو گیا۔ اور کتب عہد عتیق اور عہد جدید کا نسخہ بکثرت ایک ہی جلد میں کتابی صورت میں مجلد ہو گئے۔ جس طرح دور حاضرہ میں وہ ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دور حاضرہ میں کاغذ پر لکھے ہیں لیکن اس زمانہ میں وہ صاف چمڑے پر جو حرف لکھنے کی خاطر بنایا جاتا تھا لکھے گئے چمڑے کے استعمال کے ساتھ طرز تحریر بھی بدل گیا چمڑہ پیپرے یا حفا سے زیادہ مضبوط تھا۔ اس لئے اب تو یہ خوف نہ رہا کہ اگر زور سے لکھا جائیگا تو قلم دھنس جائیگا۔ اور نہ لکھنے کے لئے جگہ کی قلت کا خوف دامنگیر رہا۔ اب جلی اور بڑے حروف میں نسخے لکھے جانے لگے اور نہایت نفیس نستعلیق خط میں لکھے جاتے تھے۔ یہ حروف الگ الگ لکھے جاتے تھے۔ اور ایک دوسرے سے ملائے نہیں جاتے تھے۔

یہ زمانہ تقریباً ۱۲۰۰ سال کا ہے اور عہد جدید کے بہترین نسخے اسی زمانہ کے ہیں۔ اس زمانہ کے کل نسخے جو دستیاب ہوئے ہیں تعداد میں ۱۷۸ ہیں جن میں سے ۵۷ نسخے ایسے ہیں جن میں مختلف کتب عہد جدید کلی طور پر موجود ہیں۔ اور باقیماندہ عہد جدید کی مختلف کتب کے حصص ہیں۔ ان میں سے ایک نسخہ میں مکمل انجیل موجود ہے۔ چار اور نسخے ایسے ہیں جن میں عہد جدید کی کل کتب موجود تھیں۔ لیکن اب بعض اوراق کے ضائع ہو جانے کے باعث نامکمل رہ گئے ہیں۔ نو نسخے ایسے ہیں جن میں اناجیل اربعہ تمام و کمال موجود ہیں۔ سات نسخوں میں رسولوں کے اعمال کی کتاب محفوظ ہے۔ سات نسخوں میں مقدس پولوس کے تمام خطوط موجود ہیں۔ نو نسخوں میں دیگر باقیماندہ خطوط محفوظ ہیں۔ اور چار نسخوں میں مکاشفات کی کتاب تمام و کمال محفوظ ہے۔ ان ۱۷۸ نسخوں میں سے سات چوتھی صدی کے ہیں۔ پچیس پانچویں صدی کے چھتیس چھٹی صدی کے پچیس ساتویں کے۔ بیس آٹھویں صدی کے۔ تینتالیس نویں صدی کے اور بارہ دسویں صدی کے نسخے ہیں۔

ناظرین کی دلچسپی کیلئے چند قلمی نسخوں کا یہاں مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

اوّل۔ نسخہ سینا۔ یہ مشہور و معروف اور نہایت معتبر نسخہ چوتھی صدی کا مسیحی یعنی سن ہجرت سے قریب ۲۷۰ سال پہلے کا ہے۔ اس میں کتب عہد جدید تمام و کمال محفوظ ہیں سنہ ۱۸۴۴ء میں مشہور جرمن عالم ٹشنڈارف کوہ سینا کی خانقاہ مقدسہ کیتھرائن کو گیا۔ وہاں ایک ردی ٹوکری میں مختلف نسخوں کے اوراق پڑے تھے جن سے خانقاہ کے چولھے روشن کئے جاتے۔ ان اوراق میں اس جرمن فاضل نے چند چمڑے کے اوراق دیکھے جن پر قدیم یونانی طرز تحریر کے حروف لکھے تھے۔　　پادری برکت اللہ



جسے دوسرے لفظوں میں معجزہ بھی کہا گیا ہے ۔

۹ - بائبل مخلوقات کی اصلی اجناس کی پیدائش کا ذکر اجمالاً کرتی ہے جس سے ادنیٰ اجناس اور ان کی انواع و اقسام مستثنیٰ نہیں رہتی ہیں ۔

جب بیان مذکور وسعت و جامعیت پر نظر ڈالی جاتی ہے تو کتاب ہستی کے مصنف کے حضور عجز و فروتنی سے سر جھکانا پڑتا ہے اور ماننا لازم آتا ہے کہ یہی خدا ہے جس کی عزت و عبادت ہر فرد انسان پر فرض ہے ۔

پادری غلام مسیح

مراسلات

لکھنؤ کے مسیحی جلسوں کی کیفیت

گذشتہ نومبر میں ایپیفنی چرچ لکھنؤ کے پاسبان جناب پادری ایچ - ایل سفیر صاحب نے ہمیں لکھا کہ جب سے پادری جوالا سنگھ صاحب مرحوم کا انتقال ہو گیا لکھنؤ میں بشارتی اجلاس نہیں ہو سکے اب کے سال لکھنؤ کے مسیحی اصحاب نے ارادہ کیا ہے کہ غیر مسیحیوں کو مسیح اور مسیحیت سے واقف کرنے کے لئے بشارتی جلسوں کا انتظام کیا جائے - لہٰذا آپ پادری عبدالحق صاحب اور مولوی سلطان محمد خان صاحب سے درخواست کریں کہ وہ اواخر دسمبر میں یہاں تشریف لا کر لکچر دیں

پادری صاحب کے اس درد بھرے اور مسیحی غیرت سے پُر مراسلت نامہ کا ہم پر اسقدر گہرا اثر ہوا کہ ہم نے اسی وقت کوشش شروع کر دی - مولوی سلطان محمد خان صاحب تو کالج میں پڑھانے اور نورافشاں کی ادارت اور چند دیگر بواعث سے ہماری درخواست کو منظور نہ کر سکے مگر پادری عبدالحق صاحب نے شرف قبولیت بخش کر متشکر فرمایا اور ۲۸ دسمبر کو آپ لکھنؤ پہنچ گئے اور کئی دن تک تقاریر فرماتے رہے ۔

اس پیتاوان کے سرکاری اخبار نفضل کی انتہا ہے

کتابِ ہستی

(۵)

پیدائش عالم کے بیان کا خاکہ

قبل از ابتدائے پیدائش	ابتدائے پیدائش عالم	پہلا دن	دوسرا دن	تیسرا دن	چوتھا دن	پانچواں دن	چھٹا دن	ساتواں دن	

پیدائش عالم کا سلسلہ [illegible]

۱۰ - مکمل انتظام

۹ - انسان کی پیدائش

۸ - سمندر اور خشکی پر ریڑھ دار جانوروں کی پیدائش و افزائش

۷ - سمندروں میں بغیر ریڑھ دار ہڈی کے جانوروں کی پیدائش اور زمین پر پرندوں کی افزائش

۶ - اجرام فلکی کے نظام کا استحکام

۵ - سمندر اور خشکی جنگی - سمندر اور خشکی میں نباتات کی پیدائش شروع ہوئی

۴ - سمندر اور خشکی کی تقسیم - فضا یا خلا کی پیدائش - زمینی ابخرات اور ابر و بادل کا جمع

۳ - روشنی پیدا کی گئی

۲ - پیدائش عالم کی ابتدا کا زمانہ - آسمان و زمین کی پیدائش کے عناصر - خدا کے کلام سے آسمان بنے اور اُس کے سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے ۔

۱ - زمانہ ازلیت - قبل از زمانہ پیدائش عالم کی ابتدا - ابتدا میں کلام تھا - کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا -

بیان مافوق کی مختصر تشریح

۱ - اوپر سے نیچے کی طرف کے جلی خطوط مخلوقات کی پیدائش کو دکھاتے ہیں ۔

۲ - دہنی طرف سے بائیں طرف کے ہلکے خطوط کسی مخلوق کی پیدائش کے وقت و زمانہ کو ظاہر کرتے ہیں -

۳ - بائبل کے بیان منقولہ بالا میں لفظ "دن" سے ایک غیر معین وقت کا زمانہ مراد ہے - کیونکہ لفظ دن نظام شمسی کے تقرر سے پیشتر کے زمانوں پر استعمال کیا گیا ہے - اس وجہ سے لفظ دن کا مفہوم شمسی یا قمری دن نہیں ہے ۔

۴ - کتاب ہستی کا مصنف قبل از پیدائش عالم موجود تسلیم کیا گیا ہے - اور اسے متشخص ہستی مانا گیا ہے ۔

۵ - سلسلہ پیدائش میں ایک سے کہیں زیادہ ابتدائیں بیان کی گئی ہیں -

۶ - سلسلہ پیدائش کا رُخ عام سے خاص کی طرف ہے - ادنےٰ سے اعلےٰ کی طرف ہے جس میں ترقی کا اصول غالب جگہ رکھتا ہے - گویا بائبل کے بیان میں اصول ارتقاء موجود ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے ۔

۷ - ہر ایک ابتدا کے پیچھے سفید اور خالی جگہ کسی مخلوق کی ہستی سے قبل اسباب عالم کی حالت کو اور ان میں تغیر و تبدل کو ظاہر کرنے کے لئے ہے - جو کسی مخلوق کے مخلوق ہونے سے پیشتر ممکن تھا - بائبل اس تغیر و تبدل پر خاموش ہے - وہ اسباب و حالات کا نہیں بلکہ نتائج کا بیان کرتی ہے

۸ - بائبل پیدائش عالم کے سلسلہ میں اجناس مخلوقات کا بیان کرتی ہے - اور بتلاتی ہے کہ پیدائش عالم خاص اصول پیدائش سے ہوئی ہے - وہ اسے خدا کا فعل بتلاتی ہے

مجریہ ۸ جنوری میں حسب ذیل خبر شائع ہوئی کہ

"لکھنؤ میں عیسائیوں سے مناظرہ"

لکھنؤ میں عیسائیوں نے ایک جلسہ کیا جس میں پنجاب سے پادری عبد الحق صاحب کو بلایا گیا۔ یکم جنوری کو سید ارشد علی صاحب کے ساتھ پادری صاحب مذکور کا مکالمہ ہوا۔ خدا کے فضل سے پادری مذکور کو انتہائی ذلت اور ناکامی ہوئی۔ سامعین نے احمدیوں کی خدمات اسلامی کا کھلے طور پر اعتراف کیا۔ دوسرے دن چند ہندو و مسلمان معززین نے سید صاحب کے پاس آکر انہیں مبارکباد دی۔ لکھنؤ کا روزانہ اخبار حقیقت یکم جنوری اس مناظرہ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ جمعہ کی شام کو امین الدولہ پارک میں پادری عبد الحق صاحب اور مولوی سید ارشد علی صاحب احمدی سے ایک دلچسپ مذہبی مناظرہ ہوا۔ جسکو سامعین نے بہت ہی غور و توجہ سے سنا۔ مولوی ارشد علی صاحب احمدی نے پادری صاحب کے اعتراضات کے نہایت مدلل اور پرزور جوابات دیئے جنکا جواب الجواب پادری صاحب کے بس سے باہر ہوگیا"

(نامہ نگار الفضل)

"ہم نے اس خبر کو پڑھتے ہی کہا کہ قادیان میں سب کچھ ہے۔ مگر صداقت نہیں مسیح موعود بھی ہے اور "خر دجال" بھی "الفضل" بھی ہے اور "مبالغہ" بھی بہشتی مقبرہ بھی ہے "اور خر دجال کا اصطبل" (ریلوے سٹیشن) بھی۔ مولوی۔ حافظ مفتی۔ عالم۔ خلیفہ۔ غرض کہاں تک شمار کریں۔ سب کچھ ہے مگر

صداقت نہیں

اور سچ پوچھو تو احمدیت کا یہی کمال ہے۔ خدا جانے اگر یہ قادیانی گروہ سچائی کا طالب ہوتا تو الفضل کہاں ہوتا

جناب حضرت ناصح کا وہ کیا کہنا
جو ایک بات نہ ہوتی تو اولیا ہوتے

ہمارے سابقہ تجربہ کی مزید تصدیق ہوگئی۔ چنانچہ پادری سفیر صاحب نے لکھنؤ کے مسیحی جلسوں کی جو کیفیت ارسال کی ہے ہم اسے من وعن درج نور افشاں کراتے ہیں تاکہ پنجابی نبی کی امت کے اخلاق اور دیانت سے دنیا آگاہ ہو جائے۔ الفضل نے تو نشہ احمدیت سے سرشار ہو کر فوراً لکھدیا تھا کہ پادری عبد الحق صاحب کو شکست فاش ملی مگر ہم اصل حقیقت بالتفصیل ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ حق و باطل میں امتیاز ہو جائے۔ ہم جانتے ہیں کہ فاتح قادیان کی موجودگی سے ایوان قادیان میں تزلزل برپا ہو رہا ہے۔ اور اگر اب بھی اہل قادیان مسیحیت کے ان ظاہری نشانات کو دیکھکر مسیح کی جانب رجوع نہ کریں تو افسوس

فاعتبروا یا اولی الابصار

خان
کرم فرمائے بندہ جناب ایم۔ کے خانصاحب

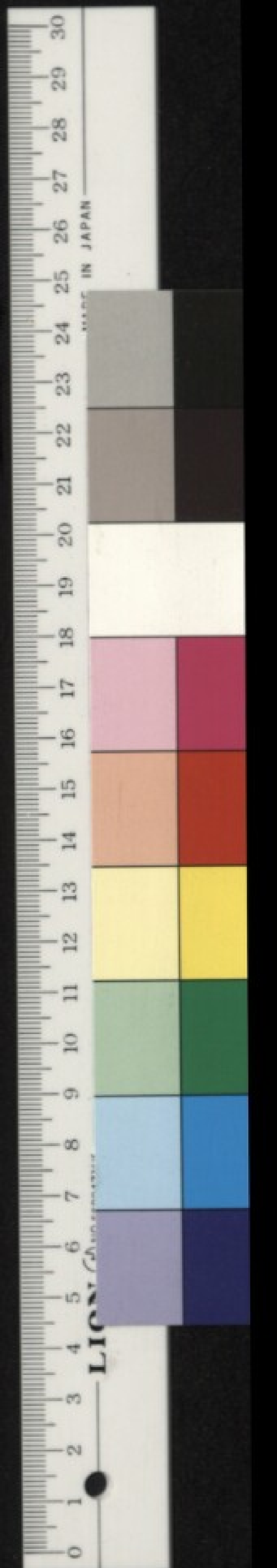
تسلیم۔ مزاج شریف۔

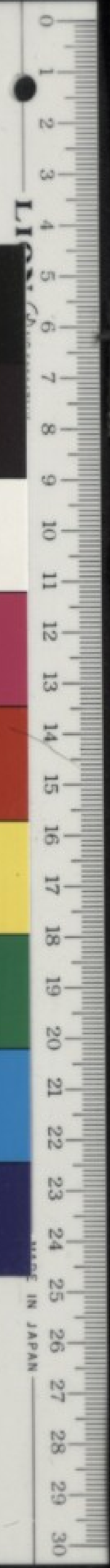
آپ کا پوسٹکارڈ پہنچا۔ آپ کے دلی شوق اور مسیحی غیرت اور سرگرمی کے لئے خداوند کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میں خود خدمت اعلیٰ میں عرض کیا چاہتا تھا۔ مگر بباعث عدیم الفرصتی مجبور رہا۔ اپنے مہربان جناب پادری عبد الحق صاحب کی خدمت میں بھی کوئی عریضہ تاحال ارسال نہ کر سکا۔ لہٰذا خواستگار معافی ہوں۔ کیفیت اجلاسی تقریروں کی کچھ دیکھنے اور سننے سے تعلق رکھتی تھی میں کہاں تک ان کو قلمبند کروں۔ پہلی تقریر مسئلہ تجسم پر تھی۔ قابل مقرر جناب پادری عبد الحق صاحب نے نہایت خوبی اور وضاحت سے مسئلہ کو پیش کیا اور اوتار اہل ہنود کی غرض و مقصد کو پورے طور پر بیان فرمایا۔ اور اس بات پر خوب زور دیا کہ وہ تمام اوتار گنہگاروں کو مار ڈالنے کے لئے آئے۔ مگر برعکس اس کے خداوند یسوع مسیح گنہگاروں ہی کو بچانے آئے شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ خداوند کا جلال ظاہر ہوا۔ اختتام تقریر پر نفس مضمون تقریر پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔ جو تقریر کی خوبی اور صحت پر کافی دلیل ہے۔

دوسرے دن یعنی ۲۹ دسمبر کی صبح مضمون مسئلہ کفارہ تھا۔ نہایت زبردست دلائل موزوں نظیروں اور بائیبل شریف کے متعدد حوالوں سے ضرورت کفارہ ثابت کی۔ اور خداوند یسوع مسیح کو کفارہ کا حقیقی برہ جو جہان کا گناہ اٹھا لے جانے کے قابل ہے ثابت کیا۔ اختتام تقریر پر ایک احمدی صاحب اٹھ کھڑے ہوئے جن کے اول کلمات یہ تھے "میں عیسائی بھائیو کو ان جشنوں کے لئے جو لکھنؤ میں پیشتر کبھی نہیں ہوئے مبارکباد کہتا ہوں"۔ باقی سامعین کو سرخوش کرنے کی بڑ تھی جبکا نفس مضمون تقریر سے کوئی سروکار نہ تھا۔ تاہم پادری صاحب نے خارج از تقریر سوالوں کے جواب نہایت معقول دیئے۔

اسی دن شام کو ہمارے خداوند کی صلیبی موت پر تقریر ہوئی قابل لکچرار نے پورے ڈیڑھ گھنٹہ تک اس یکتا شاہکار مضمون پر تقریر فرمائی اور سامعین بخوشی سنتے رہے۔ اختتام تقریر پر ایک محمدی صاحب نے مقدس متی ۱۲: ۳۸-۴۰ جس میں حضرت مقدس یونس نبی کو نشان آسمانی کے طلبگاروں کے سامنے خداوند نے پیش کیا تھا بطور حجت پیش کیا کہ جس طرح مقدس یونس تین رات دن مچھلی کے شکم میں زندہ رہے اسی طرح آنحضور خداوند یسوع بھی زمین کے اندر زندہ رہے۔ لائق پادری صاحب نے معقول جواب دیکر معترض کی تشفی فرمائی +

۳۰ دسمبر بروز اتوار جناب پادری عبد الحق صاحب نے ایپیفنی چرچ میں وعظ فرمایا۔ جہاں عنقریب دو صد حاضرین موجود تھے۔ اور اسی وقت صبح کی عبادت میں ایک یہودی خاتون بمعہ اپنے دو بچوں کے بذریعہ پاک اصطباغ کلیسیا میں شامل ہوئیں مسیحی ساکنان لکھنؤ طبیعتاً زیادہ سے زیادہ ۲۰ منٹ وعظ سننے کے عادی ہیں۔ پادری عبد الحق صاحب نے مقدس یوحنا انجیل ۴: ۳۵-۳۸ پڑھا۔ ان کے وعظ کے عنوانی کلمات یہ تھے "میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی آنکھیں اٹھا کر کھیتوں پر نظر کرو کہ فصل پک گئی ہے" خوب کہا۔ سوا ایک گھنٹہ وعظ فرمایا مگر حاضرین نے ٹس سے مس نہ کیا۔ بتوجہ سنتے رہے۔ اور وقت بالکل معلوم نہ ہوا۔ ۱۲ بجے دوپہر سے پھر لکچر ہوا۔ مضمون تقریر آنحضور خداوند یسوع المسیح کی قیامت اور صعود مبارک تھا۔ چونکہ اتوار کا دن تھا۔ لکھنؤ شہر کے مسیحی بھی خاصی تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔ اسی دن یعنی اتوار ۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء ۳ بجے شام سے "عالمگیر مذہب کے عالمگیر الہامی کتاب کی ضرورت" پر آخری تقریر فرمائی جناب پادری عبد الحق صاحب نے کمال کر دکھایا۔ واقعی جیسا مناسب تھا مضمون کی حقیقت سامعین پر روشن





سر دکھائی۔ مسیحی اور غیر مسیحی سب پر یکساں اثر ہوا۔ لاکلام آنحضور خداوند یسوع کا وہ قول جو رسولوں سے مخاطب ہو کر حضور نے فرمایا تھا کہ "**بولنے والے تم نہیں بلکہ میرے باپ کا روح ہے**" تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہوا۔ خدا نے ہماری دعاؤں کا جواب دیا۔ مجھے تعجب اس بات کا ہے کہ خدا کا روح کس طرح کمزور وسیلوں کو استعمال کرا کے اپنا جلال ظاہر کرتا ہے۔ بعد برخاست جلسہ کئی ہندو اور محمدی متمول صاحبان نے خفیتہً مجھ سے مقدس بائبل کی پوری جلدیں طلب کیں اور کہا کہ ہمیں ہمارے مکان پر تنہائی میں مطالعہ کرائیے۔ اور کیا کیا عرض کروں کہ ان مقدس جلسوں کا لکھنؤ مسیحی اور غیر مسیحی پبلک پر کیا کیا اثر ہوا۔ لکھنؤ مسیحی بشارتی مہم کے پریذیڈنٹ صاحب نے جناب پادری عبد الحق صاحب کو عید قیامت کی تعطیلات کے ہفتہ میں پھر لکھنؤ میں تشریف لانے کے لئے فوراً دعوت دیدی۔ [illegible] مہربانی کر کے اس بات کا خیال رکھیگا کہ پادری عبد الحق صاحب لکھنؤ کے لئے بُک ہو چکے ہیں۔ اسی خوشی کے نتیجہ میں لکھنؤ مسیحی بشارتی مہم نے یکم جنوری سنہ ۱۹۲۹ء و بعد عبادت ۱۱½ بجے قبل از دوپہر ایک عام اتحادی کھانا تمام پروٹسٹنٹ مسیحیوں کو دیا جس میں سی۔ ایم۔ ایس متھوڈسٹ اور ویسلین میتھوڈسٹ کے علاوہ ایک خاص غیر معمولی بڑی تعداد میں شامل تھے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے بہلنے کے لئے جھولے اور پنگھوڑے [illegible] اور سبھا فنی کے تماشے مہیا کر دیئے۔ لکھنؤ شہر میں ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ سب ہنسی خوشی میل ملاپ کے ساتھ کھا پی کر اپنے اپنے مکانوں کو چلے گئے۔ خانصاحب! جو کچھ خدا نے اپنے برگزیدہ خادم جناب پادری عبد الحق صاحب کی معرفت ان تین دنوں میں کرایا میں اس کا عشر عشیر بھی پیش نہیں کر سکتا میرے نزدیک یہ تین دن یعنی جمعہ سنیچر اور اتوار ویسے ہی عجیب ہیں جیسے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے اذیت تصلیب تدفین اور قیامت مبارک کے تھے۔ آخر میں میری دعا ہے کہ خدا اپنے روح پاک کی بھرپوری کی برکت میں تقریر کنندہ جناب پادری عبد الحق صاحب اور اُن کے ہر دو مسیحی اور غیر مسیحی سامعین کو قائم اور بحال رکھے۔ آمین۔ والسلام

راقم خاکسار۔ ایچ۔ ایل۔ بسفیرانہ لکھنؤ۔ ۱۰-۱/۲۹

الغرض ہم مسیحی جماعت کے ارباب بست و کشاد کی توجہ اس جانب مبذول کراتے ہیں کہ تبلیغ و اشاعت کے متعدد شعبوں میں سے بلاشبہ تبلیغی لکچر اور مذہبی مکالمے بھی ہیں۔ اور اپنی جگہ پر اس قدر ضروری ہیں کہ بعض اوقات ان کی موجودگی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مناظروں سے کبھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ رپورٹ مندرجہ بالا کے ان الفاظ کو بغور و بانکسار پڑھیں۔

"بعد برخاستگی جلسہ کئی ہندو اور محمدی متمول صاحبان نے خفیتہً مجھ سے مقدس بائبل کی پوری جلدیں طلب کیں اور کہا کہ ہمیں ہمارے مکان پر تنہائی میں مطالعہ کرائیے۔ اور کیا کیا عرض کروں کہ ان مقدس جلسوں کا لکھنؤ کی مسیحی اور غیر مسیحی پبلک پر کیا کیا اثر ہوا"

دوسرا اثر ان اجلاس کا یہ ہوا کہ لکھنؤ کی جملہ مسیحی جماعتیں متحد ہو کر فرض بشارت کی ادائیگی میں مصروف ہو گئی ہیں جسکے لئے ہم ان کو مبارکباد کہتے اور عملی اخوت کی اس روح پرور نظیر کے لئے خدا کا شکر کرتے ہیں۔ امید ہے کہ دیگر مقامات کی کلیسائیں بھی اسی طرح متحد العمل ہو کر تبلیغی فرائض کی انجام دہی کے ضروری انتظام کرینگی۔ خان

بشارتی مہم کے متعلق تیاری

کسی کاریگر کا کسی چیز کو بہت عمدہ بنانا اُن اوزاروں پر منحصر ہے جن سے وہ کام کرتا ہے۔ اچھا کام کرنے کے لئے اچھے اور عمدہ اوزاروں کی ضرورت ہے۔ کوئی کاریگر اچھے اوزاروں کے بغیر اچھا کام نہیں کر سکتا۔ اسی اصول پر خداوند نے جو سب سے اچھا کاریگر یا سپہ سالار تھا خود کام کیا اور کارکنوں کو انتخاب کیا اور تیار کیا۔

مسیح کا اپنے شاگردوں کو تیار کرنے کا سب سے بڑا اور ضروری کام یہ نہیں تھا کہ وہ اُسکے معجزوں یا اُسکے اور بڑے بڑے کاموں کو دیکھکر حیران ہوں بلکہ یہ کہ وہ مسیح اور اُسکی قدرت اور اُسکے اس دنیا میں آنے کے مقصد سے واقف ہو جائیں۔ شاگردوں کی زندگی کا کام یہ تھا کہ وہ مسیح کے گواہ ہوں۔ اسواسطے مسیح کی بڑی کوشش یہ تھی کہ وہ اُسکے ساتھ رہ کر اُس سے پورے طور پر واقف ہو جائیں اور اُس کے ساتھ اُسکے مقصد میں شریک ہوں۔

مسیح کی زندگی کے سب سے بڑے واقعات جن سے اُس کے آنے کے مقصد پر مہر لگ گئی۔ اُسکی موت۔ اُسکا جی اُٹھنا اور آسمان پر عروج کرنا تھا۔ مسیح نے کوشش کی کہ اُسکے شاگرد ان واقعات سے بخوبی واقف ہو جائیں۔ تاکہ ان کا ایمان مضبوط ہو جائے اور وہ اُسکے لئے ہر طرح کے دکھ و تکلیف اُٹھا سکیں اور روح القدس سے معمور ہو کر ان صداقتوں کی منادی کر سکیں جو اُنہوں نے دیکھی تھیں۔

بشارتی مہم کی کامیابی کے لئے شہری اور دیہاتی کارندوں کے لئے اس قسم کی تیاری ضروری اور لازمی ہے جس طرح مسیح نے اپنے شاگردوں کو اپنے پاس رکھکر آپ کو اُن پر ظاہر کیا اور اپنی پہچان میں بڑھانے اور اپنی پیروی اور تابعداری کرانے کے لئے ہمیشہ ترغیب و تعلیم دی۔ کیونکہ شاگردوں کی حقیقی سلامتی اور اُن کا اوروں کے لئے مفید ہونا محض اس بات پر منحصر تھا کہ شاگردوں کا زندہ تعلق مسیح کے ساتھ ہو جاوے۔ اسی طرح آجکل اس بشارتی مہم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہر ایک کارندہ کا زندہ مسیح کے ساتھ زندہ تعلق ہونا ضروری اور لابدی حقیقت ہے۔

جو اصول مسیح کے شاگردوں کے لئے درست تھا وہی ہمارے کارندوں کے لئے درست اور صادق ہے ہمارے کارندے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ وہ زندہ مسیح کے ساتھ میل نہیں کر لیتے اور مسیح اُن کی زندگی میں پورا پورا قبضہ اور استقرار حاصل نہیں کر لیتا اس میل اور زندہ تعلق کے لئے سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ ہر ایک جو اس مہم میں حصہ لینا چاہتا ہے ہر روز صبح کا پہلا کم از کم آدھ گھنٹہ کلام کے مطالعہ اور علیحدگی کی دعا کے وسیلے خداوند کی حضوری اور رفاقت میں بسر کرے۔

۳۔ جہاں تک ممکن ہو سب کارندے ایک جگہ اکٹھے ہو کر کلام کا مطالعہ ایسے طور سے کریں کہ وہ مسیح کو بخوبی پہچان لیں اور اس کے مقصد کو پورا کر کے اپنا سب کچھ نثار کرنے کو خوشی سمجھیں۔

۳۔ باوجودیکہ شاگرد مسیح کے ساتھ رہے اور اس سے بہت کچھ واقف ہو گئے۔ تو بھی خداوند نے اُن کو یروشلم سے باہر جانے سے منع کیا جب تک کہ عالم بالا کی قوت سے ملبس نہ ہو گئے۔ اس طرح سے تمام بھائی اور بہنیں جو اس مہم میں خدمت کرنا اور شامل ہونا چاہتے ہوں۔ اکٹھے ہو کر اور ایک دل و جان ہو کر عالم بالا سے قوت حاصل کریں۔ تاکہ اُن کی گواہی مؤثر و زور دار ہو سکے۔

۴۔ روح القدس کی معموری حاصل کر کے انسانی جانوں کی نجات کے لئے خداوند مسیح کا سا دل۔ مزاج اور جان نثاری اور قربانی کی روح اپنے میں رکھیں۔ اور اس وقت تک آرام کو حرام سمجھیں جب تک کہ ان کو اس مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہو جاوے۔

۵۔ کارندوں کی تیاری کے ساتھ ساتھ اُن لوگوں کی بھی تیاری ضروری ہے جن میں کام کرنا ہے۔ یہ تیاری دونوں قسم کے لوگوں یعنے مسیحیوں اور غیر مسیحیوں میں علیحدہ علیحدہ ہونی چاہئے۔

(۱) مسیحیوں میں

(الف) ہر ایک گاؤں کی جماعت میں سے اُن آدمیوں کو جو سچ مچ مسیحی ہوں کلام کے پڑھنے۔ سیکھنے یا حفظ کرنے کا شوق دلایا جاوے۔ اُن کو بائبل کے واقعات کہانی کے طور پر یاد کرائے جاویں اور اُن کو ترغیب دی جاوے کہ عبادتی اور بشارتی جلسوں میں یا دیگر موقعوں پر لوگوں کے سامنے گواہی دیویں او مسیح نے اُن کے لئے کیا کیا ہے۔

(ب) ان مسیحیوں کے وسیلے دیہات کے دیگر مسیحیوں کے لئے حتی الوسع ہر روز عبادتی جلسے کئے جاویں اور اس بات پر زور دیا جاوے کہ ہر ایک مسیحی کا فرض ہے کہ وہ اوروں کو مسیح کے پاس لاوے۔

(ج) علاقوں کو حلقوں میں تقسیم کر کے ہر ایک نکلنے کے لئے ایک ایک پارٹی مقرر کی جاوے اور اُن لوگوں کو ارد گرد کے دیہات میں جا کر انجیل سنانے کا ذمہ وار ٹھہرایا جاوے۔ اور ہر ایک پارٹی کے ساتھ کم از کم ایک کارندہ کا ہونا ضروری ہے۔

(د) ہر ایک پارٹی پر کسی سرگروہ شخص کو چودھری یا پنچ یا لیڈر مقرر کیا جاوے۔ جو اپنی پارٹی کو اس کام میں لگانے اور اپنے حلقے میں عبادت کرانے اور انجیل سنانے کا ذمہ وار ٹھہرے۔

(ر) ان لوگوں میں سے جنکی آواز اچھی اور دلکش ہو اور گانے بجانے کا شوق رکھتے ہوں منتخب کر کے گانے والی پارٹیاں مقرر کی جاویں اور دلکش اور عام پسند راگوں میں گیت تیار کئے جاویں اور ان لوگوں کو حفظ کرائے جاویں۔

(س) باری باری سے تمام دیہات میں دعا و بندگی کے جلسے کئے جاویں۔ جن میں ارد گرد کے مسیحی اور کارندے بھی تشریف لاویں۔ ان جلسوں میں سارا دن دعا و بندگی میں صرف کیا جاوے اور وعظ و نصیحت کی جاوے اور شخصی کام کے وسیلے بھی لوگوں کو مسیح کے پاس لانے کی کوشش کی جاوے۔

(۲) غیر مسیحیوں میں

(الف) تمام علاقہ چھوٹے چھوٹے حلقوں میں تقسیم کیا جاوے۔ ہر ایک حلقہ پر اس حلقے کے مسیحی پنچوں یا چودھریوں کو انجیل کی بشارت دینے کے لئے ذمہ وار ٹھہرایا جاوے۔

(ب) کوشش کی جاوے کہ لوگ مسیحیوں کی سچی محبت اور ہمدردی سے قائل ہو جائیں۔ اور پہچان لیں کہ یہ لوگ بلا کسی قسم کی دنیاوی غرض کے محض مسیح کے پیار و محبت کے سبب ہماری بہتری و بھلائی کر رہے ہیں

(ج) لوگوں کی ہر ایک قسم کی تکلیف میں خواہ وہ جسمانی ہو خواہ روحانی حتی الوسع مدد کی جاوے لیکن جائز طریقے سے۔

(د) ان لوگوں کو جو پڑھ سکتے ہوں ایک فہرست تیار کی جاوے اور ان کو اس زبان میں جسکو ہر ایک پڑھنا جانتا ہو وقتاً فوقتاً ٹریکٹ و پمفلٹ اور ہینڈبل بیچے جاویں اور اُن سے شخصی گفتگو اور ملاقات بھی کی جاوے۔

(ل) ان لوگوں کی بھی جو مسیحیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے اور مسیحیت میں دلچسپی لیتے ہوئے معلوم ہوتے ہوں۔ ایک فہرست تیار کی جاوے اور ان میں خدمت کرنے کے علاوہ ہر روز نام بنام اُن کے لئے دعا کی جاوے۔

(س) گانے والی پارٹی کو ساتھ لیکر ہر ایک علاقہ کے ہر ایک گاؤں میں بھجن اور گیت گا گا کر وعظ و نصیحت کی جاوے۔ تابعدار۔ پریم داس

درخواست

بڑی مہربانی ہو گی اگر دیگر مسیحی اخباروں اور رسالوں کے ایڈیٹر صاحبان بھی اس مضمون کو اپنے اخباروں اور رسالوں میں شائع فرما کر مشکور فرماویں۔ پریم داس

اس جسمِ انسانی کو اُتار کر

بجواب منشی کیدارناتھ منت

از قلم جناب مسٹر بھگوت صاحب بی۔ اے

"اس جسمِ انسانی کو اُتار کر پھر اپنے آسمانی باپ کے پاس جائے۔" ان الفاظ نے میرے کرم فرما جناب منت صاحب کے دل میں یہ شک ڈال دیا کہ میں ایک نیا عقیدہ نکالنا چاہتا ہوں غالباً آپ کا خیال ہوگا کہ میں مسیح کی انسانیت کا منکر ہوں یا مسیح کے جی اٹھنے اور صعود کر جانے کو شاگردوں کی "رویا" سے تعبیر کرتا ہوں یعنی میں اُن کا حامی ہوں۔ جو مسیح کے جی اُٹھنے کو شاگردوں کی "رویا" کہتے ہیں۔ برعکس اس کے ان الفاظ سے میرا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد اس میں انسانیت نہیں رہی اور کہ وہ خدا ہی خدا ہو گیا۔ میرا مطلب صاف الفاظ میں یہ ہے کہ وہ اُس جسم انسانی کو ملبس کر یا اُسی کو جلالی بنا کر اپنے آسمانی باپ کے پاس جائے۔ کیونکہ وہ نہ صرف خدا بلکہ خدا اور انسان بھی ہے۔ مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد اس میں تبدیلی واقع ہوئی اور اسی تبدیلی کی طرف میرا اشارہ ہے نہ کہ بقول منشی منت میں اُسکی انسانیت کا منکر ہوں۔ مسیح جی اُٹھا لیکن وہ جیائرس کی بیٹی نائین کے





یوحنا کے بیٹے یا لعزر کی طرح زندہ نہ ہوا۔ کیونکہ وہ زندہ ہوئے اور پھر مر گئے۔ لیکن رسولوں نے اپنے خداوند کو ایسی حالت میں زندہ دیکھا کہ جسکی مثال اس وقت تک انسانی تجربہ میں نہیں آئی۔ "آدم اسی کی تھی۔" وہ گوشت اور ہڈی میں اُن پر ظاہر ہوا۔ اس نے اُن کے ساتھ کھایا لیکن وہ اور باتوں میں مختلف بھی تھا۔ وہ آتا تھا لیکن وہ نہیں جانتے کہاں سے۔ وہ جاتا تھا پر وہ نہیں جانتے کہاں پر وہ زمانی اور مکانی حدود سے جن میں وہ پہلے محدود تھا۔ اب آزاد ہو گیا۔ فانی غیر فانی کو پہن چکا اور مرنے والا جسم ہمیشہ کی زندگی۔ (۱ کرنتھیوں ۱۵: ۵۴) یہی وہ تبدیلی ہے جسکی طرف میں نے اشارہ کیا تھا۔ انہیں کو اُس نے آثارا۔ وہ جلالی بدن سے اُٹھا۔ اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُس نے کچھ آثارا بس میرا یہی مطلب ہے نہ کہ جو کہ منشی کیدارناتھ نے تحریر کیا ہے۔ کیونکہ وہ زندگی جس میں وہ جی اُٹھا نہ صرف رُوح کی ہے بلکہ بشر شدہ اور جلال یافتہ۔

مجھے از حد رنج ہوا کہ جناب منت کو میرے چند الفاظ نے وادیٔ ضلالت میں سرگرداں کر دیا۔ اور امید ہے۔ مندرجہ بالا سطور کو پڑھکر آپ کو تسلی ہو جائیگی۔ جناب منت صاحب یہ کس طرح ممکن ہو کہ انجیل کو بھی مانتے ہوئے میں اس حقیقت کا انکار کروں۔ یسوع نے خود کہا تھا "مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتے۔" پھر اُس نے شاگردوں پر وقتاً فوقتاً اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ تا کہ اپنے نشان دکھائے۔ سب سے زیادہ اہم بات کہ شاگردوں نے قبر کو خالی پایا اور مسیح اُن پر ظاہر ہوا مگر میں یہ ہرگز نہ کہونگا کہ اس میں تبدیلی نہ ہوئی تھی۔ اس میں تبدیلی ضرور ہوئی تھی۔ اور اسی تبدیلی کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا جناب میں نے وہ الفاظ اس "ناواقفیت" سے تحریر نہ کئے۔ جیسا آپ کو گمان ہے۔ میں ناواقف ہی سہی پر نہ اسقدر کہ مسیحی دین کی ابتدائی باتوں سے بے بہرہ ہوں۔ اور میرا عقیدہ وہی ہے جسکے تحریر کرنے کی آپ نے اسقدر زحمت گوارا کی۔ ہم تو یہی کہینگے کہ اگرچہ جسم وہی تھا تاہم فرق۔ اگرچہ فرق تھا تاہم وہی تھا۔ اور جو جسد اُس نے انسان ہوتے وقت اپنے لئے ٹھہرائی اُسکے جی اُٹھنے اور صعود کر جانے سے جاتی نہیں رہی۔ اُمید واثق ہے کہ ان سطور کے مطالعہ سے آپ کو تسلی ہو جائیگی۔ اور یقین آ جائیگا اور واقفانِ علم میرے خیالات اور عقیدہ سے آگاہ ہو جائینگے

فقط۔ راقم مضمون "مسیح کی خاک"

منتقل اڈیٹر زرافشاں جلد ۵۶ نمبر ۱

بقیہ مراسلات دیکھئے صفحہ ۱۱ پر

مسیحی خبریں

اطلاع

لاہور چرچ کونسل کی زیرنگرانی کلیسیاؤں اور جماعتوں میں بشارتی مہم کا ہفتہ ۱۷ سے ۲۳ مارچ ۱۹۲۹ء تک منایا جانا مقرر کیا گیا ہے۔ مقامی حالات کے مطابق اس میں تغیر و تبدل بھی کیا جا سکتا ہے۔ پادری پریم داس

مژدۂ حصولِ صحت

فیض مآب جناب ہیڈ ماسٹر صاحب بہادر مشن ہائی سکول جہلم۔ پریذیڈنٹ کلیسیا جہلم

والا شان۔ ازاں پیشتر کہ میں نوید حصولِ صحت صاحب موصوف کے گوش گذار کروں بیہودہ اس میں نظر آتی ہے کہ آپ کو بیماری کس طریق سے لاحق ہوئی۔ بمصداق ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

آپ کسی لابدی کام کے سرانجام دینے کے لئے بمعہ اپنی میم صاحبہ لاہور کو جہلم سے شام کی ٹرین پر سوار ہوئے۔ آخرش جب آپ لالہ موسے کے سٹیشن پر پہنچے وہاں آپ نے واقعی ایسے کام کو سرانجام دیا جس میں کسی قسم کی بھی کسر باقی نہ چھوڑی اور اپنی کوئی پرواہ نہ کی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ تین مغموم و رنجیدہ لڑکیاں اپنی والدہ سمیت سٹیشن پر کھڑی ہیں۔ گاڑی کی جانب بصد حسرت و ارماں دیکھ رہی ہیں۔ اور اُنکے بشرہ سے رنج و الم کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ آخر آپ کی میم صاحبہ نے فرمایا کہ ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرنی چاہئے آپ اُنکے پاس گئے۔ اور اُنکی والدہ نے کہا کہ میں اپنی حالت پھر بیان کرونگی۔ اولاً آپ ہمیں گاڑی پر بٹھا دیں تا کہ ہم رہ نہ جاویں۔ آپ نے فوراً ہی انکو گاڑی پر اپنے پاس ہی بٹھا لیا۔ جب گاڑی چل پڑی تو آپکی میم صاحبہ کی نظر ایک لڑکی پر پڑی جو کہ بیمار تھی۔ آپ نے دیکھا کہ مریضہ تو انفلوئنزا میں مبتلا ہے۔ آپ نے ہر چند کافی سے زیادہ مدد کی۔ بعکس اسکے چونکہ آپ نے ہمدردی کا مضمون بی۔ اے میں خاص دلچسپی سے پڑھا تھا۔ آپ نے فوراً ہی مریضہ کو گود میں اُٹھا لیا اور اسکو گرمی پہنچائی۔ ہر چند میم صاحبہ نے منع کیا کہ مریضہ کو انفلوئنزا ہے خرابی ہوگی۔ لیکن آپ نے چنداں پرواہ نہ کی۔ اس قسم کی جنگ و جدل سے آپکو پسینہ بہت آ گیا اور پیاس بھی لگی تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ریلوے سٹیشنوں پر کس طرح کا خراب پانی مسافروں کو دستیاب ہوتا ہے آپ نے پی لیا اور پھر کھڑکی کھولکر بیٹھ گئے۔

باوجود عرصہ ۳۳ سال سے نیچرل اصولوں کے ماتحت چلتے ہوئے بھی تذکرہ بالا امور اتنے کے اچانک درپیش ہونے سے آپکو اشد تکلیف ہوئی۔ اور اس تکلیف کا نتیجہ تپ محرقہ کی شکل میں نمایاں ہوا اور ۱۲ دسمبر کو مجبوراً آپ کو علالت کے بستر پر جانا پڑا۔ اچھا ؎

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے
مثل مشہور ہے بے بس کا خدا ہوتا ہے

آخرش بے بس اور تکلیف کی حالت میں متواتر دو ہفتہ تک گرفتار رہے لیکن پھر بھی خداوند کارساز اور رحیم ہے۔ اسکی نوازش کے طفیل آپ ۹ جنوری کو صحت یاب ہوئے باوجود اتنی تکلیف کے بھی آپ نے ہر چند خداوند کی مہربانیوں کو یاد رکھا۔ اور خاص شکرگذاری ظاہر کی

شکریہ۔ سر تمام سکول سٹاف اور کلیسیا جہلم۔ مبدا و فیاض سے خاص طور سے شکریہ اس بات کا ادا کرتے ہیں کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو دوبارہ ہم میں خدمت کرنے کا موقع مرحمت فرمایا۔ اور آپ کے اہل و عیال و خویش و اقارب کو تسکین دائمی مرحمت فرمائی

دُعا۔ چونکہ دو ہفتہ کی علالت کی وجہ سے آپ نہایت

ہی نحیف و کمزور ہو چکے ہیں۔ سو داعیہ ہے کہ ہم خداوند کریم سے دعا کریں کہ ان کو جلد تر جلد کام کرنے کی طاقت دے آمین ثم آمین۔

راقم۔ یکے از شاف جہلم۔ کے۔ سی تبرکت۔

مختلف خبریں

آہ بدنصیب افغانستان

بچہ سقہ بادشاہ بنگیا

دہلی ۱۸ جنوری۔ کابل میں بچہ سقہ نے اپنے بادشاہ افغانستان ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس نے غازی حبیب اللہ امیر کا لقب اختیار کیا ہے۔ معزول بادشاہ عنایت اللہ کو اس نے بحفاظت قندھار جانے کی اجازت دیدی ہے۔

کابل کے تخت پر باغیوں کے سرغنہ بچہ سقہ نے قبضہ کر لیا ہے۔ جب وہ شاہی محلات میں داخل ہوا کنگ عنایت اللہ نے اس شرط پر اپنے آپکو اسکے حوالے کر دیا کہ اسکے اور اسکے خاندان کے ممبروں کو قتل نہ کیا جائے۔ بچہ سقہ نے اسکو اجازت دیدی کہ وہ قندھار جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ ہوائی جہاز کے ذریعہ پشاور گیا اور وہاں سے قندھار جا رہا ہے۔ بچہ سقہ نے بادشاہ افغانستان بنجانے کا اعلان کر دیا ہے اور صوبہ کابل پر قابض ہے۔

پشاور ۱۸ جنوری۔ تازہ ترین خبر ہے کہ صوبہ کابل پر بچہ سقہ کی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ اس نے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ صوبہ کابل میں بچہ سقہ کی فوجیں انتظام کر رہی ہیں۔

اس اثنا میں سابق شاہ امان اللہ کابل سے قندھار پہنچ گیا۔ اور اس نے اپنا جھنڈا لہرا دیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ حکومت کا کاروبار باقاعدہ چلا رہا ہے اور وسیع پیمانے پر بے سروسامانی کے باوجود فوجیں جمع کر رہا ہے۔

پشاور ۱۸ جنوری۔ تازہ خبر ہے کہ بچہ سقہ نے امیر افغانستان کے پاس ۱۸ ہزار فوجی سپاہی ہیں جو ہر قسم کے فوجی سامان سے آراستہ ہیں اور پوری طرح منظم ہیں۔

نئی دہلی ۱۰ جنوری۔ بچہ سقہ کی رضامندی سے کہ جس نے اپنے آپ کو نیا امیر مشتہر کیا اور حبیب اللہ غازی کا لقب اختیار کیا ہے۔ شہزادہ عنایت اللہ جو بادشاہت سے دستبردار ہو گیا ہے اور اسکے اہل کنبہ قندھار جاتے ہوئے کابل سے آج صبح پشاور آئے تھے۔

آج صبح ۱۱ بجکر ۲۰ منٹ پر دو رائل ائیر فورس ہوائی جہاز کابل سے روانہ ہوئے تھے۔ وہ ۳ بجکر ۴ منٹ پر شہزادہ عنایت اللہ اور اسکے کنبہ کو لیکر واپس آگئے۔ پشاور سے بذریعہ ٹرین چمن جائینگے۔

پشاور ۱۹ جنوری۔ آزاد علاقے کے مہمند آفریدی اورکزئی قبائل کے تین ہزار نمائندہ افراد کا ایک جلسہ بعد دوپہر دیگری دروازہ کے باہر منعقد ہوا افغانستان کی موجودہ صورت حالات پر غور کرنے کے بعد قرار پایا کہ باغیوں کے بالمقابل افغانستان کے شاہی خاندان کی حمایت کی جائے۔ اور اس امر کا انتظام کیا گیا کہ جس قدر جلد ہو سکے مسلح لشکر ڈکہ پہنچا دیئے جائیں۔ اور ہر ایک قبیلہ اور گروہ علم جہاد لے کر نکلے۔ جو امان اللہ خاں نے انہیں مرحمت فرمایا تھا۔ تمام لشکر ۲۰ جنوری تک ڈکہ میں جمع ہو جائینگے اور آئندہ کے لئے اسلوب جنگ کا ڈھنگ وہیں ڈالینگے۔

قندھار میں ۶۰ ہزار لشکر۔ امان اللہ خاں دربار منعقد کر رہا ہے

افغانستان کی تازہ ترین خبر یہ ہے کہ امان اللہ خاں قندھار میں فوجیں جمع کر رہا ہے۔ ۶۰ ہزار نفوس اسکی پشت پر ہیں۔ بچہ سقہ نے کابل میں حکومت قائم کر لی ہے۔ آزاد علاقہ کے پٹھانوں نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ بچہ سقہ کے خلاف جہاد کرینگے۔ اور امان اللہ خاں کے شاہی جھنڈے اٹھا کر ۲۵ جنوری کو ڈکہ میں جمع ہونگے۔ عنایت اللہ کو لاہور کے راستے چمن لایا گیا ہے۔

لاہور ۲۰ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ پشاور میں خانگی امیر عنایت اللہ اور آپکی پارٹی جو پشاور سے براہ راست ریل چمن جا رہی ہے تاکہ قندھار جائیں۔ کراچی میل پہلا ہور سے گذری۔ ان میں کنگ امان اللہ خاں کی وزارت کے چند ممبر بھی شامل ہیں۔

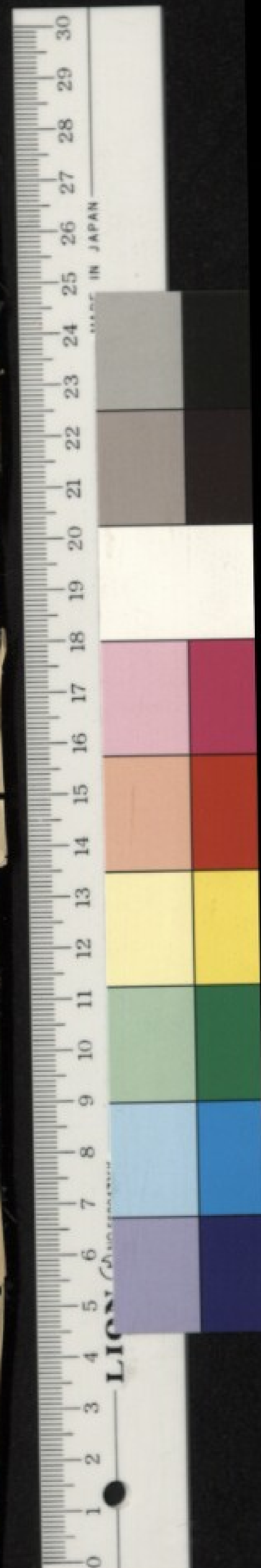
پشاور ۱۹ جنوری۔ سابق امیر عنایت اللہ کا لڑکا پرنس خلیل اللہ اور خاندان کے دیگر ممبروں کو بھی آج ہوائی جہاز کے ذریعہ کابل سے یہاں لایا گیا۔ جسے قندھار بھیجا جا رہا ہے۔

کابل سے ایک تازہ ترین خبر ہے کہ وہاں سے تمام غیر ملکی سفیر (انگریزی سفیر کے سوا) اپنے اپنے ممالک کو واپس چلے گئے ہیں۔ انگریزی سفارت ابھی تک محفوظ ہے باغی سپاہی اسکی حفاظت کر رہے ہیں

پشاور کا ایک موٹر ڈرائیور محمد اسلم جو کابل میں ایک سردار کا ملازم تھا۔ آج ہوائی جہاز میں ہوا باز کے کوٹ کے نیچے چھپ گیا اور وہاں دوسرے سرداروں کے ساتھ پہنچ گیا۔

الہ آباد کا بھگوڑا محمد عمر کابل کا گورنر

پشاور ۱۹ جنوری۔ ایک افواہ پھیل رہی ہے کہ الہ آباد سے جو افغان پرنس محمد عمر خاں بھاگا تھا وہ سرحد کو عبور کر کے بچہ سقہ کے لشکر سے جا ملا ہے۔ اور بچہ سقہ نے اُسے کابل کا گورنر مقرر کر دیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کابل کا نیا گورنر ہے تو محمد عمر خاں۔ لیکن یہ کوئی اور ہے۔



بقیہ صہ سلہ ت

اسلام پر ہمارے احسان

گذشتہ سے پیوستہ

(۱۳) کاتب وحی کا ارتداد

استاد جب کسی طالب علم کو سرٹیفکیٹ دیتے ہیں تو تعلیمی استعداد کے علاوہ اخلاقی حالت کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں پس ہمیں اہل اسلام کے اُستادِ کتابت ہونیکی وجہ سے یہ حق بھی حاصل ہے کہ اپنے شاگردوں کی اخلاقی حالت کا بھی کچھ ذکر کریں سُنیئے۔

"عبداللہ ابن ابی سرح جو مدینہ میں وحی کی کتابت کرتا تھا۔۔۔ رسول نے اُسکو نکال دیا۔ وہ مرتد ہوکر مکہ میں بھاگ آیا فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلعم نے اُسکے قتل کا حکم دیا تھا۔ مگر حضرت عثمان کی سفارش سے درگذر فرمائی"۔ (صفحہ ۹۴)

جب ہم اس بیان کو بیان نمبر ۸ سے ملا کر پڑھتے ہیں تو شبہ ہو جاتا ہے کہ آنحضرت کے کاتبوں میں "ابی سرح" سے مُرتد بھی شامل تھے۔ اس سے سمجھ لیجئے کہ کتابتِ وحی کی حیثیت کسقدر مشکوک ہے۔

دوسرا حصّہ

(۱) حفاظ قرآن

ہر مُسلمان سمجھتے ہیں کہ تورات۔ زبور۔ انجیل وغیرہ کتب سابقہ کے خلاف قرآن کی حفاظت کے وہ سامان خُدا نے پیدا کر دیئے کہ جو اُن کو حاصل نہ تھے۔ حفاظت قرآن کا دوسرا ذریعہ "حفاظ قرآن" تھے جو وحی کے آسمان سے نازل ہوتے ہی اُسے زبانی حفظ کر لیتے تھے اور ایک ایک آیت ہزاروں حافظوں کو ازبر ہوتی تھی۔ اس لئے قرآن کا ایک ایک نقطہ محفوظ ہو گیا بہا تعرض مسلمانوں کا یہ دعویٰ صحیح سمجھنا اور وہ کہہ سکتے کہ پادری غلام مسیح صاحب کی تحقیق الاسلام کا یہ دعوےٰ کہ اصل قرآن جو آنحضرت پر نازل ہوا تھا اس میں کمی و بیشی ہوگئی غلط ہے۔ مگر حفاظت قرآنی کے الٰہی ذرائع کا یہ کمال ہے کہ الفاظ قرآن تو ایک طرف سے خود مطلب ہی فوت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مصنف تاریخ مصحف سماوی فرماتے ہیں کہ

"حضرت عثمان نے جو مصحف لکھوائے تھے ان میں نقطے اور اعراب نہ تھے۔ اس وقت کی غرض سے سب سے اوّل ابوالاسود دُئلی (المتوفی سنہ ۶۹ھ) نے توجہ کی۔ اس نے ایک شخص کو اس آیت اِنَّ اللّٰہَ بَرِیۡٓءٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۬ۙ وَ رَسُوۡلُہٗ میں "رَسُوۡلُہٗ" کو "رَسُوۡلِہٖ" پڑھتے سُنا جس سے معنے کچھ کے کچھ ہو گئے۔ یعنی صحیح قرأت کے مطابق معنی یہ تھے کہ بیشک اللہ مشرکین سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی۔ لیکن اس شخص کے غلط اعراب لگانے سے یہ معنی ہوئے کہ بیشک اللہ مشرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے۔ ابوالاسود یہ سُنکر سخت گھبرائے اور مکان پر آکر ایک کاتب کو بُلایا اور اُس کو اپنے پاس بٹھا کر ہدایت کی کہ میں قرآن کو لکھواتا ہوں جس حرف کے ادا کرنے میں اپنا مُنہ کھول دوں اس پر نقطہ دینا جس حرف کے ادا کرنے میں آواز کا رُخ نیچے ہو اُسکے نیچے اور جس حرف کو گول مُنہ کرکے ادا کروں تم اُسکے آگے نقطہ دینا"۔ صفحہ ۱۳۵

آنحضرت کے وقت میں قرآنی مصحف کا جو ذخیرہ بکھرا ہوا تھا۔ اُس کا حال ہم اوپر بیان کر چکے۔ حضرت عثمان نے صرف ایک ایک شہادت پر اکتفا کرکے جیسے اکثر آیات کو داخل قرآن کر لیا وہ بھی ثابت ہے۔ اور ابوالاسود کے زمانہ یعنی سن ۶۹ ہجری تک نقاط کی عدم موجودگی سے قرآن کے حافظوں کا اصل مطلب کو بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دینا بھی ہمارے سامنے ہے۔ پھر خُدا جانے حفاظت قرآن کا دعویٰ مُسلمان کس مُنہ سے کرتے اور پھر کس طرح اس پر فخر کرتے ہیں سبحان اللہ

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خُدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

(۲) اختلافِ معنی

چنانچہ اختلاف قرأت اور اختلاف معنی دونوں قرآن کی حفاظت کے دشمن ہو گئے سوریوں کا "ایک قبیلہ حتیٰ کو عتی پڑھتا تھا۔ کوئی علامت مضارع کو فتحہ کی بجائے کسرہ سے پڑھتا تھا کسی قبیلہ میں مالک کو ملک پڑھتے تھے غرضیکہ اس قسم کے قدرتی اختلافات تھے جنکی اجازت صرف یہیں تک تھی کہ معنی پر اثر نہیں پڑتا تھا۔ لیکن جب غیر قوموں کے اختلاط سے اختلاف قرأت اختلاف معنی کی شکل میں تبدیل ہونے لگا تو حضرت عثمان نے سدباب کر دیا"۔ (صفحہ ۱۰۰)

ایک طرف تو مسلم علماء یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عثمان نے حافظوں کی مدد سے قرآن کو جمع کیا اور دوسری طرف یہ دعویٰ بھی ہے کہ حافظوں کی غلطیوں کا حضرت عثمان نے سدباب کر دیا۔ سبحان اللہ کیا طرز استدلال ہے!

کسی کی بات مانے اور نہ کسی کی مانے
لاتے ہیں اُسکی بزم سے یار خبر الگ الگ

یہی وجہ تھی کہ حضرت عثمان نے "تین قریشی گروہوں سے کہا کہ جب تم لوگ اور زید بن ثابت قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسکو قریش کی زبان میں لکھو۔ پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب صحیفوں کو مصحفوں میں نقل کر لیا تو عثمان نے صحیفے حفصہ کے پاس بھجوا دیئے اور نقلوں کو ہر صوبہ میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ اسکے سوا جو کچھ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہو سب جلا دیا جائے"۔ (صفحہ ۱۰۱)

مسلمانوں کی کتاب سماوی کی حفاظت و صیانت کا یہ حال ہے کہ آنحضرت کی وفات کے بہت جلد بعد حضرت عثمان کے قرآنی اختلاف قرأت۔ اختلاف متن اور اختلاف معنی کو دُور کرنے کا سوائے اسکے اور کچھ چارہ نہ پایا کہ وہ اپنے قرآن کے سوائے باقی سب قرآنوں کو یک قلم جلا ڈالیں۔ آج اگر وہ قرآن بھی ہوتے جو حضرت عثمان نے بزور سیاست جلا دیئے تو دنیا کو اُنکی راستی و ناراستی کی تحقیق کا موقع ملتا لیکن آپ کا تمام دیگر صحیفوں اور مصحفوں کو جلا دینے پر مجبور ہو جانا ثابت کرتا ہے کہ قرآن اسوقت

تحرف ۔ متبدل و متغیر ہو چکا تھا کیا اہل اسلام کے دعوے حفاظت قرآنی کے آسانی ذرائع کا یہی کمال تھا کہ خدا نے آنحضرت پر کلام اتارا اور وہ اپنی حالت پر قائم نہ رہا اور خدا جانے اگر حضرت عثمان اس مریض بیمار کی چارہ گری کر نہ پہنچ جاتے تو یہ مرض اختلاف کہاں تک شدید اور مہلک ہو جاتا ۔ مگر آپ نے بھی تو علاج یہ کیا کہ ہر اس عضو کو جس پر آپ کو بیمار ہونے کا گمان ہوا ہے اپنی جریب کی سی غیر مصدقہ تشخیص پر تدر آتش کر دیا ۔ ان کو نیست و نابود کر دینے کا جبری حکم دینا صاف صاف ظاہر و ثابت کرتا ہے کہ ان قرآنوں میں جو جلا دیئے گئے اختلاف پایا جاتا تھا جسے آپ اپنی مدلل تحقیق کی بنا پر غلط نہ کہہ سکتے تھے ۔

آج تمام مہذب دنیا تقاضا کر رہی ہے وہ قرآن دکھاؤ جو آنحضرت کے وقت میں ایک ہی مجلد میں موجود تھا ۔ مگر نہ تو آنحضرت کی حیات میں کوئی مجلد ایسا مرتب ہوا اور نہ ہی وہ اصل رہنے دیئے جن سے موجودہ قرآن کی تالیف عمل میں آئی ۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جس عربی خط میں اب قرآن لکھے ہوئے موجود ہیں آنحضرت کے وقت میں یہ رسم الخط ہی نہ تھا ۔ اور چونکہ مسلمان آنحضرت کے زمانہ کی طرز تحریر کا کوئی قرآن پیش نہیں کر سکتے ۔ اس لئے یقین کرنا ناممکن ہے ۔ کہ حضرت عثمان کا مرتب کردہ موجودہ قرآن آنحضرت کے قرآن کی پوری پوری نقل ہے جب اصل موجود نہیں تو نقل کی تصدیق کیونکر ۔ پس حفاظت قرآنی کا دعویٰ بے دلیل ہے ۔ (باقی آئندہ) خان
